خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
CPL 61
213029
جلد 48-83 نمبر 21 | ہفتہ 25 رمضان۔1418ھ 24 صلح 1377ھش 24 جنوری 1998ء

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

میری رائے میں ائمہ اربعہ برکت کا نشان تھے۔ ان میں روحانیت تھی، کیونکہ روحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور ان کے دل کلاب الدنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے۔

یاد رکھو یہ تقویٰ بڑی چیز ہے۔ خوارق کا صدور بھی تقویٰ ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے عظمت ملتی ہے۔ تقویٰ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے حاصل ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر نقش وجود مٹا سکتا ہے۔ کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود ہی نہ رہے اور صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند کا مصداق ہو جائے۔ اصل میں یہی توحید اور یہی وحدت وجود تھی جس میں لوگوں نے غلطیاں کھا کر کچھ کا کچھ بنا لیا ہے۔ یہ کیا دین اور تقویٰ ہے کہ ایک ضعیف انسان اور بے چارہ بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے۔ اس سے بڑھ کر کیا گستاخی اور شوخی ہو سکتی ہے کہ انسان خدا بنے اور خدا کے بھید اور اسرار کے جاننے کا مدعی ٹھہرے۔ (ملفوظات جلد اول ص 544)

ذکرِ الٰہی خدا تک پہنچنے کے راستے آسان کرتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

ذکرالٰہی اختیار کرو۔ ذکرالٰہی آپ کے لئے خدا تک پہنچنے کے رستے آسان کرے گا اور خدا تعالیٰ کی طرف پہنچنے کی ایک صراط مستقیم ہے لیکن اس صراط مستقیم کو بہت سے رستے آ آکر ملتے ہیں۔ جن رستوں سے آپ صراط مستقیم تک پہنچیں اگر وہ ایک سے زیادہ رستے ہیں تو آپ کے لئے وہ صراط وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے اگر وہ ایک دو رستے ہیں تو وہ صراط مستقیم آپ کے لئے تنگ رہے گی۔ تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔(-)

جو لوگ بھی ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کی بہت سی راہیں دکھاتے ہیں۔ پس ذکر کی ہر راہ وہ راہ ہے جو خدا نے ہمیں اپنی طرف آنے کے لئے دکھادی ہے۔ بتایا ہے کہ ان راہوں پر چلو گے تو صراط مستقیم میں آملو گے۔ اور جتنی زیادہ یہ راہیں اختیار کرو گے اتنی تمہاری صراط مستقیم وسیع تر ہوتی چلی جائے گی اور انعام پانے والوں کا رستہ بنتی چلی جائے گی۔

اب میں (-) مزید تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں (-) کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے خود دین حق کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور یافتہ ہو، ایک نور پر قائم ہو اس کا مقابلہ کسی اور سے کرسکتے ہو۔ کیا دنیا میں ایسا بھی کوئی اور ہے جو اس جیسا بن کے دکھاوے۔ یہ ایک اعلان عام، ایک صلائے عام ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ بننا ہے تو اس جیسا بن کے دکھاؤ، اس کے سوا ہر راہ ہلاکت کی راہ ہے۔

یہی محفوظ مقام ہے اس کے سوا کوئی محفوظ مقام نہیں۔ اس کے برعکس کیا مقام ہے؟ درمیان کی کوئی راہ نہیں بتائی گئی۔ ایک طرف وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہ نور پر قائم ہیں اور سوال اٹھا کر کوئی جواب بھی نہیں دیا گیا۔ تو ظاہر و باہر بات ہے کہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہی وہ خدا کے بندے ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں لیکن ان کے مقابل پر جو لوگ رکھے (-) ہلاکت ہو، لعنت ہو ان بدنصیب پتھر دلوں پر جن کے دل سخت ہو چکے ہیں۔ (اللہ کے ذکر سے) اس کے دو معانی خصوصیت کے ساتھ آپ کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ ایک وہ دل جو خدا کا ذکر سنتے ہیں اور نرم پڑنے کی بجائے سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ طبیعت ان کی گھبراتی ہے۔ کہتے ہیں کیا بات لے بیٹھے ہیں۔ چھوڑو کوئی اور بات کرو۔ خدا کی

باقی صفحہ 7 پر

> **خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں**
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خطبہ عید لائیو ٹیلی کاسٹ کا وقت

مورخہ 30۔جنوری 1998ء بروز جمعہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا خطبہ عید احمدیہ ٹیلی ویژن پر پاکستان کے وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے سہ پہر اسلام آباد ٹلفورڈ لندن سے براہ راست لائیو ٹیلی کاسٹ ہوگا۔ جبکہ جمعہ کا خطبہ حسب معمول شام چھ بجے ہی ہوگا۔ جملہ احباب استفادہ فرمائیں۔

معلمین کلاس کے لئے

انٹرویو

○ ایسے نوجوان جنہوں نے معلمین کلاس میں شامل ہونے کے لئے درخواست دی ہے ان کو انٹرویو کے لئے انفرادی خطوط لکھے جاچکے ہیں انٹرویو درج ذیل پروگرام کے مطابق دفتر وقف جدید میں ہوگا۔

1۔ 7 فروری 98ء بروز ہفتہ 9 بجے صبح سندھ۔ آزاد کشمیر۔ ڈیرہ غازیخاں۔ بہاولپور بہاولنگر۔ لیہ ملتان۔ مظفرگڑھ۔ جہلم۔ چکوال۔ قصور

2۔ 4 فروری بروز بدھ 9 بجے صبح دیگر اضلاع کے درخواست دہندگان۔

ناظم ارشاد وقف جدید

بیوت الحمد منصوبہ

○ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی جاری فرمودہ تحریک بیوت الحمد کے تحت مستحق خاندانوں کو رہائشی سہولت مہیا کرنے کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تک سینکڑوں مستحق گھرانے اس بابرکت منصوبہ سے جذوی یا مکمل رہائش کی سہولت حاصل کر چکے ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے مستحق بھائیوں کو گھر مہیا کرنے کی خاطر اس تحریک میں اپنی مالی وسعت اور استطاعت کے مطابق مالی قربانی پیش کریں۔ امراء اضلاع صاحبان اور مربیان کرام کی خدمت میں اس تحریک میں شمولیت کے لئے احباب کرام سے موثر رابطے کی درخواست ہے۔ نیز مخیر احباب کے پتہ جات ارسال کرنے کی درخواست ہے تا براہ راست رابطہ بھی کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ سعی مشکور کی توفیق سے نوازتا رہے۔

(سیکرٹری بیوت الحمد منصوبہ)

درخواست دعا

○ مکرمہ صادقہ سیلونی صاحبہ اہلیہ محترم محمد حنیف سیلونی صاحب (وفات یافتہ) بلڈ پریشر زیادہ بڑھ جانے سے علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے موصوفہ کی جلد اور کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

24 صلح 1377 ھش — 24 جنوری 1998ء

بڑی نہر اور سوئے

صاف دل ہونا بڑا ضروری ہے لیکن صاف دل کا مطلب کیا ہے۔ دل تو ہمارے سینے میں چھپا ہوا ہے ہم اسے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ صاف ہے یا صاف نہیں ہے۔ پاک ہے یا ناپاک ہے۔ اس کا کس طرح پتہ چل سکتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کا پتہ نہ چلے تو جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ معتبر نہیں رہتا۔ آخر دل میں خیال پیدا ہوتا ہے پھر ہمارے ہاتھ پاؤں اس کے مطابق کام کرنے لگتے ہیں۔ یہ کس طرح پتہ چلے کہ دل پاک ہے اور ہمارے ہاتھ پاؤں نے دل کی بات مان کر ٹھیک ٹھیک باتیں کی ہیں۔ اس کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:۔

”دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے جس میں اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں جنکو سواء کہتے ہیں یا راجباع کہتے ہیں۔ دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ مثلاً زبان وغیرہ۔ اگر کوئی چھوٹی نہر یا سوئے کا پانی خراب اور گندہ اور میلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔ پس اگر کسی کو دیکھو کہ اس کی زبان یا دست وپاء وغیرہ میں سے کوئی عضو ناپاک ہے۔ تو سمجھو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ہے“

بعض اوقات لوگ باتیں تو بری کرتے ہیں لیکن دعویٰ اس بات کا ہوتا ہے کہ ہمارا دل صاف ہے۔ اگر دل صاف ہوتا تو غلط قسم کی باتیں ہی کیوں کرتے۔ غلط قسم کی باتیں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل صاف نہیں ہے۔ زبان بات تو کرتی ہے لیکن زبان میں بذات خود سوچنے اور سمجھنے کا کوئی مادہ نہیں ہے۔ زبان خود سوچ کر کوئی بات نہیں کر سکتی۔ دل میں خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ زبان پر آجاتا ہے۔

پس اگر زبان گندی ہے تو دل پاک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دل پاک ہے تو زبان سے کبھی کوئی گند الفظ نکل ہی نہیں سکتا۔ کوئی بری بات کہہ نہیں سکتی۔ اگر دل میں محبت ہے تو زبان نفرت کا اظہار نہیں کر سکتی اور اگر دل میں نفرت ہے تو زبان محبت کا اظہار نہیں کر سکتی۔ دل خود ہی دھوکا دینا چاہے تو زبان اس کے مطابق چلتی ہوئی ایسا کر سکتی ہے۔ ورنہ زبان تو نہ سوچتی ہے نہ سمجھتی ہے نہ کچھ جانتی ہے۔ وہ ایک ایسا آلہ ہے کہ دل اسے چلاتا ہے اور وہ چلتی ہے۔

پس جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کسی کے دل کے پاک ہونے کی اصل علامت یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جسے ناپسندیدہ کہا جا سکے۔ کیونکہ کام کرنے والی چیزیں تو سوئے ہیں اور بڑی نہر دل ہے۔ دل کی نہر میں جیسا پانی ہوگا ویسا ہی سوؤں میں آئے گا۔ صاف پانی ہے تو سوئے میں صاف پانی آئے گا اور بڑی نہر میں گدلا پانی ہے تو سوئے میں بھی گدلا پانی آئے گا۔

پس انسان صرف اس وقت اپنے دل کی پاکیزگی کا دعویٰ کر سکتا ہے جب اس کے اعضاء کوئی خراب کام نہ کریں۔ ورنہ وہ اگر خراب کام کریں گے تو دل کی پاکیزگی کا دعویٰ بے معنی ہو جائے گا۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ دل بڑی نہر ہے اور انسان کے باقی اعضاء چھوٹے چھوٹے سوئے ہیں۔ نہر کا پانی گدلا ہوگا تو سوؤں کا پانی گدلا ہوگا۔ یا یوں کہئے کہ سوؤں کا پانی گدلا نظر آئے گا تو یقیناً نہر کا پانی بھی گدلا ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمارے دل کی نہر کو صاف پانی عطا کئے رکھے۔ ہمارا دل پاکیزہ رہے تو ہمارے اعمال بھی پاکیزہ ہوں گے۔

میں خِرد مند تو نہیں لیکن
ایسا نادان بھی نہیں ہوں مَیں
چٹکیاں کاٹتے ہو پہلو میں
جسمِ بے جان بھی نہیں ہوں مَیں
کِس طرح چُپ رہوں گا اور کب تک
چُپ کی پہچان بھی نہیں ہوں مَیں

ابو الاقبال

قرارداد تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

(جماعت احمدیہ مریدکے)

جماعت احمدیہ مریدکے ضلع شیخوپورہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور صاحمد صاحب کی المناک وفات پر دلی تعزیت اور رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ و ناظر اعلیٰ و امیر مقامی دس دسمبر 1997ء کو بقضائے الٰہی ہمیں داغ جدائی دے کر اپنے مولا کریم کے حضور حاضر ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت بانی سلسلہ کے پوتے اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نواسے تھے۔

آپ 13 مارچ 1911ء کو قادیان میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب تھے اور والدہ کا نام حضرت صاحبزادی بو زینب صاحبہ تھا۔

محترم صاحبزادہ صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے اور صاحب وقار تھے آپ انتہائی عاجز انسان اور سادہ طبیعت کے مالک تھے دوسروں کے دکھ درد میں شامل ہونے والے اور نرم مزاج تھے۔ معاملہ فہم اور زیرک انسان تھے۔ غریبوں اور مساکین کا خیال رکھنے والے اور ان کی دلجوئی کرنے والے تھے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں آپ کو بعض عہدوں پر سب سے زیادہ خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق ملی امامت ثالثہ اور امامت رابعہ میں مختلف وقتوں میں امیر مقامی مقرر ہوتے رہے 1966ء سے لیکر 1997ء تک آپ جماعت کے لئے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ امیر مقامی اور ناظر اعلیٰ ہونے کے علاوہ اور بہت سے جماعتی عہدوں پر کام کیا۔ ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت بانی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے بارہ میں بعض بشارات سے نوازا جو آپ کے وجود میں پوری شان کے ساتھ پوری ہوئیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خلاف توقع لمبی عمر عطا فرمائی۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خلاف توقع امارت کے مقام پر سرفراز فرمایا۔

3۔ اب تو ہماری جگہ بیٹھ ہم چلتے ہیں۔

4۔ وہ بادشاہ آیا دوسرے نے کہا ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔

آپ کا وجود بہت مبارک تھا جماعت کے اس دیرینہ خادم اور خاندان حضرت بانی سلسلہ کے اس قابل رشک درخشندہ گوہر کی وفات پر ہم خاندان حضرت بانی سلسلہ اور عالمگیر جماعت احمدیہ اور خاص طور پر آپ کے لواحقین بچوں اور بچیوں ور دیگر عزیزوں کی خدمت میں دلی تعزیت کے جذبات پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضا میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آپ کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے اور اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ مریدکے

ООО

جماعت احمدیہ چک

52/2-L ضلع اوکاڑہ

ہم ممبران عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ چک 52/2-L ضلع اوکاڑہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ جماعت کے ہر فرد نے یہ خبر بہت دکھ اور درد کے ساتھ سنی اور صاحبزادہ صاحب کے بابرکت اور نافع الناس وجود کی جدائی پر غمزدہ ہوئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پوتے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ کی بعض بشارات کا مصداق ٹھہرایا اور خلاف توقع صاحب امر بنایا اور اسی طرح خلاف توقع لمبی عمر سے نوازا محترم صاحبزادہ صاحب نے بحیثیت امیر مقامی ربوہ۔ ناظر اعلیٰ و صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے عہدوں پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور مرکز پاکستان میں رہ کر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی غیر موجودگی میں تمام امور بطریق احسن سرانجام دیتے رہے۔

ہم سب دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بہت ہی پیارے صاحبزادہ صاحب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے درجات میں بلندی عطا فرماتا رہے۔ ہم ممبران جماعت مجلس عاملہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب و صاحبزادی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ و مکرم صاحبزادہ صاحب کے تمام رشتہ داروں اور احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ صدمہ صبر سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اراکین جماعت احمدیہ L-52/2 ضلع اوکاڑہ

ООО

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس "ٹرائسٹ" (اٹلی) کے زیر اہتمام

"سلام" یادگاری کانفرنس (19 تا 22 نومبر 1997) کے موقع پر

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا خصوصی پیغام

میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منتظمین انٹرنیشنل سنٹر تھیوریٹیکل فزکس کانفرنس کے محرکین اور مندوبین جو وقت نکال کر (-) پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی دلکش یادوں کو تازہ کرکے اور اپنے تحسین بھرے جذبات کے اظہار کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس شکریہ کا اعادہ بھی کرتا ہوں کہ اس کانفرنس کی منتظمہ نے مجھے نادر موقع دیا ہے کہ میں بھی ان کے ذکر خیر میں شامل ہو سکوں۔ جو ایک ایسے فہم و ذہانت میں یکتا انسان کے اعزاز میں منعقد کی جا رہی ہے۔ جس کے دل و دماغ کی غیر معمولی صلاحیتیں کسی مخصوص خطہ کے لئے محدود نہ تھیں اور یہی خصوصیت ان کی حقیقی عظمت کا نشان تھی۔ جس نے انہیں اپنے ہم عصر نادر روزگار دانشوروں میں سربلند کر رکھا تھا۔

میں انہیں بچپن سے جانتا تھا لیکن صرف اس حد تک کہ جیسے ایک بچہ ستاروں کو جانتا ہے۔ مگر ایسی کوئی بے تکلفی اور ذاتی تعلق نہ تھا۔ جس سے یہ تعلق کوئی غیر رسمی خصوصیت رکھتا ہو۔ مگر یہ 1978ء کی بات ہے جب میں سیرو تفریح کی غرض سے شمالی امریکہ اور یورپ آیا۔ ڈاکٹر سلام' سوائے اس کے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کے خاندان سے دلی عقیدت رکھتے تھے اور ان کی بیوی مکرمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ سے میری والدہ (-) دلی محبت رکھتی تھیں۔ بس یہی تعلق تھا جس پر انہوں نے مجھ کو اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ اس موقع پر جب ہماری خواتین ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھیں میں اور ڈاکٹر سلام ہم دونوں دوسرے کمرے میں محو گفتگو تھے جس سے ہمیں ایک دوسرے کے بہت قریب آنے کا موقع ملا۔ یہی وہ پہلا موقع تھا کہ ہمارے درمیان بہت گہرے ذاتی مراسم کی ابتداء ہوئی۔ یہ مراسم باہم روشن خیالی' روحانی رشتے اور مخلصانہ جذبات پر مبنی تھے۔ اور ان کی وفات تک اسی طرح قائم رہے۔ مگر وہ خوش طبع شخص جس کی دلکشی اور انسانی جذبہ کی سرشاری کسی تنگ جگہ کے لئے محدود نہ تھی۔ وہ بھی مجھے بالآخر سوگوار چھوڑ گیا۔

یہ وہ پہلی ملاقات تھی جس میں میں نے انہیں بہت کشادہ دل اور متوازن طبع انسان پایا۔ اور یہ وہ حقیقت تھی جو مجھ پر عیاں ہوئی کہ مذہب کے بارے میں ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ پراسرار تصوف (Cryptic Sufism) کے فلسفے کا فہم رکھتے تھے۔ تاریخ پر ان کا مطالعہ عمیق تھا۔ نظریاتی طبیعات اگرچہ ان کا اپنا مضمون تھا مگر یہی ایک مضمون نہ تھا جس پر انہیں استادانہ عبور حاصل تھا۔ کیمسٹری کے گہرے علم کے ساتھ ساتھ علم الحیات' موجودات کے ذرات اور کائنات کے عجائب پر بھی حیرت انگیز نظر رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ کارخانہ قدرت کی وسعت اور خدا تعالیٰ کی صفت وحدانیت کی طرف لوٹتے تھے تو اس مقام سے ان کا عرفان و وجدان' ان کے لئے ایک نئی دنیا کو اجاگر کر دیتا تھا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یونیفائیڈ فیلڈ تھیوری' خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے سے تعلق اور ایمان کی جڑ سے پھوٹی تھی کیونکہ ان کا ایمان تھا کہ ہر چیز خدا تعالیٰ سے شروع ہوتی ہے اور اسی میں مدغم ہو جاتی ہے۔ یقیناً اسی عقیدہ نے انہیں تقویت دی کہ وہ سائنسی اعتبار سے یہ ثابت کر سکے کہ یونیفائیڈ فیلڈ تھیوری کے تحت اس کی کچھ بنیادی طاقتیں ہیں جو موجودات میں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ ہماری اس گفتگو کے دوران انہوں نے مجھ سے اظہار کیا کہ وہ اپنی تحقیقات میں اس مسئلہ پر پہلے ہی بہت آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ عالم موجودات میں دو اور طاقتوں کا ادغام ثابت کر سکیں۔ اگر وہ اور زندہ رہتے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ایک اور نوبل انعام حاصل کر پاتے جبکہ انہیں دو اور بنیادی طاقتوں کے ادغام کا مثبت نظریہ پیش کرنا تھا۔

اس مختصر وقت میں اس ذہین و فہیم انسان کی تحسین کے ساتھ ساتھ اس کی سائنسی کامیابیوں کا ذکر کرنے کا یہ موقع نہیں۔ میں تو ڈاکٹر سلام کی ایک جھلک دکھا کر اس بابرکت تقریب میں حصہ دار بن رہا ہوں۔ اس ڈاکٹر عبدالسلام کی جس نے کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی تھی کہ وہ جدید سائنسی علوم اور ان کی پیچیدگیوں پر مجھ جیسے عام علم رکھنے والے کے ساتھ بے تکلفانہ تبادلہ خیالات کرتے۔ ادھر میری یہ حالت کہ میری تمام تر کوششیں اس بات کو سمجھنے کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ روشنی کی رفتار 186000 میل فی سیکنڈ سے آگے کیوں نہیں بڑھ سکتی۔ پھر بھی ان کے صبر کی داد دیتا ہوں کہ میرے استدلال اور بار بار کے اصرار پر انہوں نے مشروط قسم کی حامی بھری۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہ اسباب و علل جو روشنی کے سفر کے لئے زیادہ سے زیادہ موزوں ہیں اگر بنیادی طور پر ان میں تبدیلی ہو جائے جو روشنی کی رفتار کو تیز کر سکیں تو کیا روشنی کی رفتار اس حد سے آگے نہ بڑھے گی جو اس کی حد قائم ہے؟ ان کی طرف سے جواب اگرچہ رکا رکا سا تھا۔ لیکن ان کے سر کے ہلنے سے کچھ کچھ اثباتی جھلک ضرور نظر آتی تھی۔

میں نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے اور بھی بہت سے سوالات کئے جن میں Heat Radiation کی نوعیت سے متعلق سوال بھی تھا۔ آخر 'شعاع' بھی روشنی کی رفتار سے چلتی ہے۔ اگرچہ یہ اپنے ہی طول موج پر سفر کرتی ہے اور آہستہ آہستہ حرکت کرتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جہاں سے وہ آگ سلگی ہے اس کی روشنی بھی اسی ذریعہ سے باہر نکلی ہے جو عملاً کمرہ کو بھرنے کے لئے وقت نہیں لیتی۔ ایسے لگتا ہے جیسے اسے دوسری طرف پہنچنے کے لئے صدیاں لگ جائیں گی۔ اس قسم کے بے شمار متجسسانہ سوالات کی میری طرف سے بھرمار تھی اور ان کی طرف سے دیانت دارانہ طور پر پوری

باقی صفحہ 5 پر

مولانا عبدالماجد دریا بادی

ہفت روزہ لاہور 10- جنوری 1998ء

رہبرِ اعظم

آپ کے پڑوس میں غمی ہو گئی ہے افسر خاندان اٹھ گیا ہے۔ بچوں کی بھولی بھالی صورت پر کیسی یتیمی برس رہی ہے۔ آپ ان بچوں کی تشفی کے لئے ان کے پاس جاتے ہیں لیکن فرمایئے گا کیا؟ اس سے بہتر مرہم شفا آپ کے پاس نہیں کہ بیٹا صبر کرو اور نظر اس پر رکھو جو ہمارا اور تمہارا سب کا آقا ہوا۔ اس کو تو باپ کی شکل تک دیکھنے کو نہیں ملی تھی۔ اور ماں کا سایہ بھی کتنی جلد اس کے سر سے اٹھ گیا تھا پھر دیکھو قدرت کے ہاتھ نے اس کی کیسی سرپرستی کی اور اسے برادری اور کنبہ قبیلہ اور ملک ہی کا نہیں دنیا کا سردار اعظم بنا کر چھوڑا صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور وہ بیچاری بیوہ جس پر ابھی ابھی غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اس سے بھی تو کچھ کہئے.... "اری بہن! تم اپنے کو اتنا بد نصیب کیوں سمجھ رہی ہو کیا مائی عائشہؓ صدیقہ کی پتا تمہارے درمیان سے اتر گئی۔ کمسن بہن' حسین بہن اور اس شوہر کی جو خود رب العالمین کا محبوب تھا۔ چہیتی اور دلاری بہن پر انہوں نے کیسے کیسے صبر سے کام لیا۔ اور رنڈاپے کی لمبی پہاڑ سی مدت کس صبر و شکر کے ساتھ گزاری۔ خوش ہو کہ تمہیں اس کے نقش قدم پر چلنا نصیب ہو گیا۔ اور ایسی پیروی خوش نصیبوں ہی کے حصے میں آتی ہے۔

اور آگے بڑھئے اور دیکھئے سڑک کے کنارے منہ پر رومال رکھے آپ کے پرانے دوست رو رہے ہیں۔ آنسو مسلسل جاری ہیں۔ ہائے کیسی وفا شعار۔ خدمت گزار سلیقے مند بیوی اٹھ گئی۔ بے چاری نے کسی طرح جوانی شوہر کی خدمت میں کاٹ دی تھی۔ یہ اس کی یاد میں بیقرار و اشکبار کیسے نہ ہوں۔ لیکن میرے بھائی ذرا یہ بھی تو یاد کر لینا کہ محبوبہ جاں نثار و غمگسار خدیجہ الکبریٰؓ کا جنازہ کس نے اٹھایا تھا؟ کس نے دیدہ پرنم کے ساتھ ان کی مغفرت کے لئے دعا کے ہاتھ اٹھائے تھے؟ سید الانبیاء محمد ﷺ رسول اللہ ہی تھے یا کوئی اور؟ پھر یہ شرف و فخر آپ کے لئے کچھ کم ہے کہ آپ کو اضطرارا ایسی سنت کا اتباع نصیب ہوا ہے۔ غم و غصے کی جتنی بھی صورتیں ممکن ہیں انفرادی اور شخصی ہیں اور اجتماعی اور ملی ہیں۔ جسمانی اور دماغی ہیں اب ایک ایک کر کے تصور بنایئے۔

آیئے۔

○ مالی تنگدستی سے سابقہ ہے۔ کھانا پیٹ بھر کھانے کو نہیں مل رہا ہے۔ نوبت فاقہ کشی کی آ رہی ہے۔

○ اولاد نرینہ باوجود کئی شادیوں کے نہیں ہوئی ہے اور برادری اس کو عجیب سمجھ کر طرح طرح کے طعنے دے رہی ہے۔

○ جنگ ہو رہی ہے اور اس سے سابقہ شکست سے پڑا ہے جسم پر زخم سخت سے سخت لگ چکے ہیں۔ خون کے فوارے جاری ہیں اور ساتھی بچھڑ کر الگ ہو گئے ہیں دشمن کے طنز اور مضحکے جسم کی طرح دل کو بھی چھلنی کئے ڈال رہے ہیں۔

○ قریب ترین اور مخلص ترین عزیز دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہیں۔

○ وطن کی سرزمین اپنے اوپر تنگ ہو چکی ہے مجبور اوطن اور نہایت محبوب وطن سے جلاوطن ہونا پڑ رہا ہے۔

○ تلوار آخر ہر طرف سے مجبور ہو کر اپنے خاص کنبہ اور برادری والوں کے خلاف اٹھانا پڑ رہی ہے۔

○ اولاد کا انتقال ہوا ہے معصوم چھوٹا بچہ شفیق اور شفقت مجسم باپ کی گود میں دم توڑ رہا ہے۔

○ جوان لڑکیاں ایک نہیں دو دو باپ کی نظروں کے سامنے دنیا سے رخصت ہو رہی ہیں اور جس کا کام انہیں پالنا اور پرورش کرنا تھا۔ وہی انہیں کفنا رہا ہے۔ انہیں قبر کے اندر اتار رہا ہے۔

غرض کوئی کہاں تک گنا تا چلا جائے۔

جتنے بھی پہلو بشر کی زندگی کو غمگین و اداس بنا سکتے ہیں سب کے سب اس سید البشر ﷺ کے جھیلے ہوئے' کاٹے ہوئے ہیں تسکین اور تسلی دنیا کے ہر غمزدہ بوڑھے کو اور بچے۔ مرد اور عورت کو اس پاک و پاکیزہ زندگی میں نہ ملے گی تو اور کہاں ملے گی۔ غم و الم کے شعبوں کو چھوڑیئے۔ مسرت' اقبال مندی اور فاتحانہ پیش قدمی کے میدانوں میں آیئے۔

○ شہر پر شہر اور قلعہ پر قلعہ کس نے فتح کئے؟

○ اپنے سے کہیں بڑھ کر قوت دشمن کی اور کئی کئی گنا فوجوں کو کس نے شکست دی؟

○ جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو معافیوں پر معافیاں کس نے عطا کیں؟

○ وفادار اور جاں نثار رفیق اور مرید بڑی سے بڑی تعداد میں کس کو نصیب رہے؟

○ بڑے بڑے گردن کشوں نے خراج کس کی خدمت میں پیش کئے؟

○ تجارت میں کامیاب ترین شخص کون تھا؟

○ دنیا کے ہر گوشے اور خطے میں کس کا لایا ہوا کلام زیادہ سے زیادہ سینوں میں محفوظ اور زبانوں پر رواں ہے؟

○ فاتحوں اور تاجداروں۔ حکیموں۔ ادیبوں۔ شاعروں۔ درویشوں۔ پیغمبروں کی ساری تاریخ میں کس کے منہ سے نکلے ہوئے بول کسی کی ایک ایک جنبش لب۔ کس کا ایک ایک عمل اور فعل اس تفصیل کے ساتھ قلمبند ہے؟

سارے سوالوں کا جواب ایک ہی جواب۔ قیدیوں کے ساتھ سلوک۔ غلاموں کے ساتھ برتاؤ۔ ضعیفوں۔ یتیموں۔ مسکینوں کے ساتھ طرز عمل کی ایک ایک دفعہ کس قانون میں اس طرح منضبط ملے گی؟.... غیر قوموں کے ساتھ معاہدے۔ غیر مذاہب والوں کے حقوق صلح و جنگ دونوں صورتوں میں پڑوسیوں کے لئے ضابطے اور قاعدے۔ جانوروں کے حقوق۔ بیوی کے ساتھ محبت و رفاقت حسن کی شہرت کی منزلیں۔ بیع کے۔ تجارت کے۔ بازار کی ہر ضرورت کے لئے آداب۔ حیاتیاتی حکمرانوں

باقی صفحہ 4 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"سیفیات"

نسیم سیفی

ہم نے اپنے اس کالم کا عنوان سیفیات رکھ لیا ہے۔

آپ کو کیسا لگا

ہمیں تو بہت اچھا لگا ہے۔

آج سے چند سال پہلے کسی دوست نے الفضل میں "اپنی ضرورت سے زیادہ" ہماری تحریر دیکھ کر الفضل کے متعلق کہا تھا کہ اب تو یہ سیفیات ہو گیا ہے۔ کتنا پیارا طنز ہے۔ اس دوست کو خدا کا شکر ہے یہ کہنے کا موقعہ نہیں ملا کہ "یہ لکھتا ہی کچھ نہیں، عجب قسم کا ایڈیٹر ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے"۔ یہ کہنے کا اسے موقعہ نہیں ملا۔ کہا، تو یہ کہا کہ ضرورت سے زیادہ لکھتا ہے۔ اخبار کی ضرورت ایڈیٹر کے علاوہ اور کون جان سکتا ہے۔ اس کی میز پر کس وقت، کتنے مضامین ہیں، کوئی ہے بھی یا نہیں۔ اسے دوڑ بھاگ کرکے مضامین تلاش تو نہیں کرنے پڑتے۔ جو مضامین اس کے پاس آتے ہیں ان میں سے کتنے شائع ہونے کے قابل ہوتے ہیں۔ ان ساری باتوں کا علم صرف اور صرف ایڈیٹر کو ہوتا ہے۔ قارئین کو نہیں ہوتا۔ قارئین میں سے صرف چند ایک لکھنے والے ہوتے ہیں، باقی سب پڑھنے والے، اور یہ لکھنے والے بھی ہر روز یہ سوچتے ہیں کہ کیا لکھا جائے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کچھ لکھئے تو کہہ دیتے ہیں کہ "سمجھ نہیں آتا کہ کیا لکھیں۔ لیکن خیر کوشش کریں گے" اور پھر کچھ عرصے کے بعد مضمون ارسال بھی کر دیتے ہیں۔ گویا کہ بہت سے قارئین میں سے صرف چند ایک لکھنے والے ہوتے ہیں اور ان چند ایک میں سے بھی جلد جلد لکھنے والے بہت کم۔ عام طور پر یہی سنا جاتا ہے کہ "سمجھ نہیں آتی کہ کیا لکھا جائے۔ آپ بتائیں کیا لکھا جائے" بسا اوقات ہم خود انہیں بتاتے ہیں کہ یہ موضوع دیکھئے۔ کتنا اچھا ہے اور پھر اس موضوع کے متعلق ان سے بات چیت کرتے ہیں۔ انہیں کچھ نوٹس (Notes) دیتے ہیں۔ کچھ بتاتے ہیں۔ اور کچھ تھوڑی سی رہنمائی کرتے ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات ہم نے یہ کہا ہے کہ مضامین لکھنے والے دوست اگر ہم سے رابطہ پیدا کریں تو ہم میں اور ان میں ہم آہنگی ہو جائے گی۔ اور جس قسم کے مضامین ہم چاہتے ہیں وہ ان کے لئے لکھنے آسان ہو جائیں گے۔ لیکن ایسا بہت کم دوست کرتے ہیں۔ بعض دوست تو ایسے ہیں کہ جب وہ مضمون بھیجتے ہیں اور ان کے مضمون کے متعلق کوئی بات تنقیدانہ کہی جاتی ہے تو پھر وہ اس مضمون کو درست کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ ایسے بھی ہیں۔ جو اسے درست کرکے چھپوا لیتے ہیں۔

لیکن بہرحال یہ ساری باتیں ایڈیٹر کے سوا اور کس کو معلوم ہو سکتی ہیں۔ اسے کم بھی لکھنا پڑتا ہے اور زیادہ بھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایڈیٹر کی کیفیت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لکھے ہوئے لفظ کا بھوکا ہوتا ہے۔ یہ فقرہ صحافت میں بہت استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنا لکھا ہوا اس کے پاس آئے گا۔ اتنا ہی اسے کم لکھنا پڑے گا۔ اور اس کی موج ہو جائے گی۔ وہ فوراً مضمون اٹھائے گا اور کمپوز کرنے کے لئے دے دے گا۔ لیکن یہ بہت کم دوستوں کو علم ہے کہ بعض اوقات اس کی پریشانی بڑھ جاتی ہے۔ اس کی میز پر کوئی مضمون ہوتا ہی نہیں پھر خود ہی لکھنے کے لئے سوچنا پڑتا ہے۔ کتابوں میں سے تلاش کرتا ہے رسالوں میں سے تلاش کرتا ہے۔ دوسرے اخبارات میں سے لیتا ہے کیونکہ اس نے بہرحال اپنے اخبار کے تمام صفحات پُر کرکے دینے ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے کوئی ایک صفحہ خالی چھوڑ کر دے دے۔ اور کہہ دے کہ چونکہ آج مضامین کم ہیں اس لئے یہ صفحہ خالی رہ گیا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ اس لئے اسے بعض اوقات خود کوشش کرکے زیادہ لکھنا پڑتا ہے۔

اور ایک اور بات آپ کو بتائیں، کہ جو یہ کہتے ہیں کہ ایڈیٹر خود زیادہ لکھتا ہے ان میں سے اکثریت، بلکہ 99 فیصد، ایسے ہیں جو خود کچھ نہیں لکھتے۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ ہر وہ مضمون جو ایڈیٹر کو بھیجا جاتا ہے وہ اگر اشاعت کے قابل ہو تو شائع ہو جاتا ہے۔ کسی مضمون کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ ایڈیٹر نے اپنا ایک مضمون شائع کر لیا ہے اس لئے فلاں مضمون رہ گیا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایڈیٹر کو کیا پڑی ہے کہ خود مشکل میں پڑے اور خالی جگہیں پر کرتا رہے۔ اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ کہیں نہ کہیں سے کچھ مل جائے۔

بعض اوقات شعراء کی نظمیں بہت کم آتی ہیں۔ وہ ان کی کتابیں تلاش کرتا ہے اور ان کتابوں میں سے نظمیں لے کر دیتا ہے۔ بعض اوقات وہ رسالے اور جرائد دیکھتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک پیراگراف یا کوئی ایک پورا مضمون اشاعت کے قابل ہو تو اسے لے لیتا ہے۔ اس کی خوشی بہرحال اسی میں ہوتی ہے کہ اسے لکھا ہوا لفظ مل جائے البتہ یہ بات بھی کہنے میں کوئی باک نہیں ہونا چاہئے کہ چھاپے گا وہ وہی کچھ جو وہ سمجھتا ہے کہ چھپنے کے قابل ہے۔ محض لکھا ہوا لفظ اس کے لئے کافی نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ اسے لکھ کر بھیج دیا جائے وہ اسے چھاپ دے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ لکھا ہوا اس کے پاس آتا ہے وہ اسے پڑھتا ہے۔ سوچتا ہے اس کے متعلق فیصلہ کرتا ہے کہ اسے چھپنا چاہئے یا نہیں چھپنا چاہئے۔ اسی طرح چھپ جانا چاہئے یا اس میں کچھ ترمیم ہونی چاہئے۔ کچھ قطع و برید ہونی چاہئے۔ قطع و برید کرکے بھی اگر وہ چھپنے کے قابل ہو تو وہ اسے غنیمت سمجھتا ہے۔

پس کم یا زیادہ لکھنا حالات پر منحصر ہے۔ جس شخص نے سب سے پہلے ہماری تحریروں کو سیفیات کا نام دیا تھا ان کے متعلق تو ہمیں یاد نہیں وہ کون دوست تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اب جبکہ ہم نے اپنے اس کالم کا نام سیفیات رکھ لیا ہے کئی دوست کہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ ہم نے سب سے پہلے سیفیات کہا تھا۔ چلو جس نے بھی کہا تھا ہم اس کے ممنون ہیں۔

بہرحال دیکھئے آپ نے ہماری تحریروں کو سیفیات کا نام دیا اور ہم نے اپنے اس کالم کا نام سیفیات رکھ لیا۔ آپ کو کیسے لگا۔؟ ہمیں ضرور بتائیں۔

○

خضرِ رہِ وصال کے جو بھی قریب ہے
راہِ وفائے عشق میں وہ خوش نصیب ہے

اُس بے مثال حُسن سے اپنا ہے واسطہ
نسبت سے جس کی ہر کوئی میرا حبیب ہے

مژدہ دیا ہے جس کے لبوں نے حیات کا
وہ شخص ہی بہارِ چمن کا نقیب ہے

ہم نے وفورِ شوق میں کی اُن سے دوستی
راہِ وفا میں عشق ہی اپنا حبیب ہے

ملتا ہے رنج اور کسی کو مسرّتیں
ہر شخص کا جُدا. یہاں اپنا نصیب ہے

صحرائے عشق میں یہ روائت رہی ہے عام
جتنا کوئی ہے دُور وہ اُتنا قریب ہے

آدمؔ سفر کا کرب اُٹھا کر نہ اُف کرو
اِس راہ میں نہ سوچو کہ ظلمت مُہیب ہے

آدم چغتائی۔ یو۔ کے

بقیہ صفحہ 3

کے آئین۔ جزوی و کلی عدالت اور قضا کے محکمے اور سررشتوں کے ایک ایک نکتے..... یہ آخر کس کی بیاض کے صفحات میں درج ملیں گے؟ پھر سارے سوالوں کا وہی ایک جواب!

سو دنیا اگر اس رہبر اعظم کی پیروی سے بھاگنا چاہے تو کہاں بھاگ کر جائے گی؟ کس گوشے میں اسے پناہ ملے گی؟ بشر کو جتنی بھی بڑی اور چھوٹی مادی اور روحانی ضرورتیں اس عالم میں پیش آنی ممکن تھیں حق تعالیٰ نے تو بلا استثناء سب کا حل اس ایک ذات مبارک میں جمع کر رکھا ہے کوئی انکار کرنا چاہے تو انکار کرکے رہنے کہاں جائے گا؟

دنیا سے بالفرض آج ساری قومیں معدوم ہو جائیں۔ سارے مثالی نمونے مٹ جائیں اور ایک ہی ورق اعظم ورق کائنات پر باقی رہ جائے تو اس میں دنیا کا کوئی بڑا نقصان ہی آخر کیا ہو گا؟ ہر ممکن رہنمائی کے لئے تو وہی ایک ذات کافی بلکہ دوامی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات میں سے

غلط اسلامی تعبیرات کی وجہ سے مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے: قائداعظم نے ہمیں ملا اور انگریز سے نجات دلائی

مخصوص حالات میں قرآنی حکم معطل کیا جا سکتا ہے: جاوید اقبال

جدید تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے اجتہاد جاری و ساری رہنا چاہئے' آج مساجد میں جاتے خوف آتا ہے

تین چار مذہبی و سیاسی شخصیات نے پوری قوم کو یرغمال بنا رکھا ہے: جو اسلام کا نفاذ نہیں چاہتے' افضل حیدر

روایتی مولویوں کی محتاجی سے بچنے کیلئے تعلیمی اداروں میں قرآنی تعلیمات مادری زبان میں پڑھائی جائیں: شیریں مسعود

دین مولوی کو تھمادیا خود تحقیق کیوں نہیں کرتے: حمیرا مودودی' مدرسوں میں نفرت کی بات کی جاتی ہے: طاہرہ مظہر

سود کے خاتمے کی بات کریں تو متبادل نظام کی ذمہ داری مولویوں پر ڈال دی جاتی ہے: ڈاکٹر ام کلثوم

یہاں ہر شعبہ میں تفریق ہے: شہناز لغاری' اسلامی طرز زندگی اور جدید معاشرہ پر جنگ فورم میں مذاکرہ

لاہور (جنگ فورم رپورٹ) اسلام کے نام پر ملک حاصل کر لیا گیا ہے۔ اب پاکستانیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اب صرف پاکستانی بن جائیں۔ ہمارے روایتی رویوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم مساجد اور امام بارگاہوں میں جاتے ہوئے خوف محسوس کرتے ہیں۔ دینی اور دنیاوی معاملات میں ہم آہنگی اور جدید دور کے تقاضوں پر پورا اترنے کے لئے اجتہاد کا عمل جاری و ساری رہنا چاہئے ان خیالات کا اظہار جسٹس ریٹائرڈ ڈاکٹر جاوید اقبال نے "اسلامی طرز زندگی اور جدید معاشرہ" کے موضوع پر جنگ فورم میں منعقدہ مذاکرہ میں کیا۔ دیگر شرکاء میں طاہرہ مظہر علی' سید افضل حیدر' حمیرا مودودی' ڈاکٹر ام کلثوم' شہناز لغاری اور شیریں مسعود شامل تھیں۔ انہوں نے کہا کہ قائداعظم نے ہمیں ہندوؤں' انگریزوں اور نفاق کی تعلیم دینے والے ملا سے نجات دلائی مگر ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ بعد میں ہم نے انہیں لوگوں سے سمجھوتہ کر لیا آج ہم اپنی نئی نسل سے شرمندہ ہیں آج قائداعظم کی تعلیمات پر واپس جانے کی ضرورت ہے ترکی میں کوئی بھی مذہبی جماعت سر اٹھاتی ہے تو فوج ان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ کرتی ہے ہمارے ہاں فوج اور سیاسی لیڈر ہمارا نظریاتی تحفظ کرنے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس خوش فہمی میں بھی نہیں رہنا چاہئے کہ مسلمان مسلمان کو قتل نہیں کر سکتا غلط اسلامی تعبیرات اور فرسودہ خیالات کی بدولت آج مسلمان مسلمان کا قتل عام کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا قرآن ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ مخصوص حالات میں قرآنی حکم کو معطل اور اس کی توثیق کی جا سکتی ہے۔ اللہ نے اسلام کو ہم پر اتنا مشکل نہیں کیا جتنا کہ خود ہم نے کر لیا ہے قانون سازی کے اختیار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اجتہاد کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اجتہاد کے اسرار و رموز کے علاوہ جدید علوم سے بھی آگاہ ہو اور جدید زمانے کے بدلتے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے سابق صوبائی وزیر قانون سید افضل حیدر نے کہا ہے کہ پاکستان کے سیاسی و مذہبی حلقے اسلام کا نفاذ نہیں چاہتے اگر اسلام کے پیغام اور نظام کا نفاذ کرنا ہے تو ہمیں اس اجماع امت کی طرف لوٹنا ہو گا جو علامہ اقبال اور عنایت اللہ المشرقی نے کہا ہم اسی صورت میں خاص انداز فکر رکھنے والے طبقے کی سیاسی فرعونیت جاگیردار اور صنعت کار کی بالادستی اور ان کے نظریات کو مضبوط کرنے والے کٹر روایتی مولوی سے بچ سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا تین چار سیاسی و مذہبی شخصیات نے پوری قوم کو یرغمال بنایا ہوا ہے قانون سازی ذاتی مفاد کو سامنے رکھ کر نہ کی جائے بلکہ قرآن کی روح کو نافذ کیا جائے۔

حمیرا مودودی نے کہا کہ ان تمام مسائل کا حل آج سے 14 سو سال پہلے حضور اکرم ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں دے دیا تھا ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ دین ہم نے نہ خود سیکھا نہ اگلی نسلوں کو سکھایا ہم نے دین مولوی کو کیوں تھمادیا خود تحقیق کیوں نہیں کی ملک کے تمام وسائل پر 2 فیصدی آبادی قابض ہے۔ طاہرہ مظہر علی نے کہا کہ ضیاء الحق نے فرقہ پرستی اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے پیدا کی قائداعظم نے تو ایک سیکولر اور برصغیر کا سوئٹزرلینڈ ملک بنایا تھا۔ آج مذہبی مدرسوں میں نفرت کی بات کی جاتی ہے کیا ہم پیار و محبت کی بات نہیں سکھا سکتے اسلام تو سب سے محبت کرنے والا مذہب ہے۔ لوگ پیری فقیری کے چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر ام کلثوم نے کہا کہ اجتہاد ہر دور کی ضرورت رہا ہے لیکن جیسے قومی اسمبلی میں ہر کوئی جا کر قانون سازی میں حصہ لے سکتا ہے اجتہاد میں ایسا ممکن نہیں اس کے لئے حاکمین اعلیٰ اور مقام رسالتؐ کے احترام کو پیش نظر رکھنے والے پڑھے لکھے افراد کی ضرورت ہے۔ سود کو ختم کرنے کی بات کی جائے تو متبادل نظام کی ذمہ داری مولویوں پر ڈال دی جاتی ہے مولویوں پر اعتبار بھی کیا جاتا ہے اور مورد الزام بھی انہیں ٹھہرایا جاتا ہے۔ شہناز لغاری نے کہا اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں امیروں اور غریبوں کے لئے معاشرے کے ہر شعبے میں تفریق برتی جاتی ہے۔ ہمارا یہ حال قرآنی تعلیمات اور صراط مستقیم سے ہٹ جانے کی بدولت ہوا ہے۔ شیریں مسعود نے کہا قرآنی تعلیمات مادری زبان میں عام کی جائیں اور تعلیمی اداروں میں اسلامی تعلیمات کو درسی مضمون کی حیثیت دی جائے تاکہ اسلام لوگوں کے لئے عام فہم ہو جائے اور انہیں روایتی مولویوں کا محتاج نہ ہونا پڑے انہوں نے کہا کہ اسلام وہ مذہب ہے جو ہر دور کے تقاضوں پر پورا اترتا ہے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی اصل روح سے ناواقف ہیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور 16 جنوری 1998ء ص 2)

ooo

فرزانہ بخاری

ماہنامہ مصباح جون 1969ء

بچوں کے دانت

ماہنامہ مصباح ربوہ

ابتدائی عمر میں دانتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ آج کل نصف سے زائد بچوں کے دانت خراب ہوتے ہیں۔ اور اس میں بچوں کی غلطی نہیں ہوتی بلکہ یہ ان کے والدین کی لاپرواہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بچوں کے دانت نہ صرف کالے پیلے ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات ٹکڑوں کی شکل میں علیحدہ ہو ہو کر گرنے لگتے ہیں۔ اور ان میں جراثیم بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ جراثیم خون کے ذریعے تمام جسم میں پھیل جاتے ہیں اور اس طرح بچے کی قوت مدافعت کو کمزور کر دیتے ہیں۔

بچہ جب چند ماہ ہی کا ہو اس پر توجہ کرنی چاہئے اسے وٹامن "سی اور ڈی" دینا چاہئے کیونکہ اس میں فاسفورس اور کیلشیم ہوتا ہے اور یہ چیز دانت بنانے کے لئے بہترین سیمنٹ کا کام دیتی ہے۔ خصوصاً ایسے بچوں کے لئے جو بوتل کے دودھ پر پروان چڑھ رہے ہوں۔ ان باتوں کا خیال رکھنا بے انتہا ضروری ہے۔ اس خوراک سے چند ماہ ہی بعد مسوڑھوں پر دانت نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ دانت بعد میں آٹھ سے دس سال کی عمر میں پھر ٹوٹ کر دوبارہ نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ ان دانتوں کے لئے بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ اگر ان دانتوں میں معمولی تکلیف بھی ہو تو فوراً کسی اچھے ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے۔

بچہ چونکہ بڑوں کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب وہ باقی گھر والوں کو برش سے دانت صاف کرتے دیکھتا ہے تو یقیناً وہ بھی دانت صاف کرنے کی کوشش کرے گا۔ آپ اسے سکھائیں کہ برش کو نیچے سے اوپر کی طرف لے جا کر دانت صاف کرے اس طرح خوراک کے ذرات جو دانتوں کے فاصلے میں اٹکے ہوتے ہیں نکل جائیں گے۔ بچے کے استعمال میں آنے والے برش نرم ہونے چاہئیں کیونکہ سخت برش سے دانتوں کا سفید سیمنٹ اتر جاتا ہے جس کے اترنے سے جراثیم کا دانتوں میں داخل ہونے کا امکان رہتا ہے۔

دانت زور زور سے نہ رگڑے جائیں۔ اس طرح خوراک کے ذرات مسوڑھوں کے اندر داخل ہو کر جراثیم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ برش کو ایک ماہ سے زیادہ استعمال نہ کریں۔ اور دانتوں کو برش سے صاف کرنے کے بعد منہ میں پانی ڈال کر اچھی طرح کلی کرنی چاہئے تاکہ تمام گندگی نکل جائے ورنہ ہوتا یہ ہے کہ ہماری خوراک کا کوئی ذرہ تیزابی خاصیت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ تیزابی مادہ آہستہ آہستہ داڑھوں میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں اگر زیادہ دیر رہے تو پھر دانت کو کھانا شروع کر دیتا ہے۔

دانتوں کو جب ایک دفعہ کیڑا لگ جائے تو پھر اسے نکالنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لئے صبح و شام دانتوں کی صفائی کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ کھانا کھانے کے بعد دانت صاف کرنے چاہئیں۔ خاص طور پر بسکٹ' مٹھائی اور کوئی نشاستہ والی غذا کھانے کے بعد بچوں کے دانت خاص طور پر صاف کئے جانے چاہئیں۔

ooo

بقیہ صفحہ 3

کوشش رہی کہ وہ آخر تک جواب دیتے رہیں۔ یہاں بھی انہوں نے بالآخر خاموش لہجے میں اقرار کیا کہ اشعاع حرارت کی نوعیت کے بارے میں ایک حصہ ضرور ایسا ہے جس کو بہت سے جدید سائنس دان ابھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔

یہ اس بے تکلف اور دلربا ملاقات کی باتیں تھیں جس سے میں عبدالسلام کی عظمت کو جان سکا۔ یہ ان کے فہم و ادراک کا معراج ہی تھا جس میں ان کی عظمت پوشیدہ ہے۔ یہ تھی وہ ملاقات جس کے بعد پھر ہم کبھی جدا نہیں ہو سکے۔ میرا ان سے ہمیشہ گفتگو اور استفسار کا تعلق رہا۔ وہ اپنے پیچیدہ پیچیدہ مسائل جو انہیں درپیش ہوتے زیر بحث لاتے اور میں نے بھی ایسی ملاقاتوں کو ہمیشہ جاندار بنانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور یہ ملاقاتیں میرے لئے ازدیاد علم کا باعث ہوتی رہیں۔ ڈاکٹر سلام کا مزاج انسان دوستی کا تھا اور ان میں دوستی کا جذبہ بے انتہا اور بے حد تھا۔ وہ کسی خارجی ستائش کے محتاج نہ تھے۔ کوئی مذہبی' سیاسی' غیر ملکی یا ملکی حد اس انسان کے شفاف دل پر واقع نہیں تھی۔ عبدالسلام کے لئے انسان دوستی کا نعرہ تحسین' ٹرائسٹی کے تھیوریٹیکل فزکس کا ادارہ ہمیشہ بلند کرتا چلا آیا ہے اور ہمیشہ کرتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر سلام کی روح کو سکون بخشے اور ان نیک مقاصد کو مرہون تکمیل کرے جو انہیں دنیا میں عمر بھر عزیز رہے۔

(حضرت صاحب کے پیغام کا اردو میں مفہوم مکرم بشیر الدین سامی نے تیار کیا)

(الفضل انٹرنیشنل 9 جنوری تا 15 جنوری 1998ء)

ooo

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

صدر خاتمی امریکہ کی مخالفت میں

ایران کے صدر محمد خاتمی نے حال ہی میں امریکہ کے خلاف ایک سخت بیان دیا ہے۔ ان کا یہ تازہ لب و لہجہ اس صورت حال کے بالکل خلاف ہے جو انہوں نے سی این این سے انٹرویو کے دوران امریکہ کے لئے اختیار کیا تھا۔ حالیہ تقریر میں انہوں نے امریکہ پر مغرور رویہ اپنانے کا الزام عائد کرتے ہوئے سخت نکتہ چینی کی اور کہا کہ ہم اس کے بغیر بھی ترقی کر سکتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یوم شہادت کے موقع پر آیت اللہ خمینی کے مزار پر جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکی حکام دنیا بھر میں آقاؤں کا سا رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ اور اس کی پالیسیوں سے ایران کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امریکہ کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم ترقی کر رہے ہیں اور امریکہ کی مدد کے بغیر بھی ترقی کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ امریکہ نے ایران اور ان ممالک پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں جو امریکی مفادات کے برخلاف ایران سے تعلقات بنائے ہوئے ہیں۔

ایران کے صدر کے اس بیان کو سی این این سے ان کے انٹرویو کے مخالف قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ صدر خاتمی اپنے ملک میں طاقت کے اصل سرچشمہ یعنی علماء کے مقابلے میں دب گئے ہیں۔ وہ علماء سے محاذ آرائی نہیں چاہتے اور اپنی پالیسیوں پر اصرار نہیں کر رہے۔ جب صدر خاتمی نے امریکہ سے تعلقات قائم کرنے کی باتیں کی تھیں تو اس کے چند دن بعد ایران کے مذہبی سربراہ آیت اللہ خامنائی نے ان کی تقریر کے بالکل برعکس بیان دیا اور امریکہ سے مذاکرات شروع کرنے کی مخالفت کی۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قدامت پسند علماء صدر خاتمی کی لبرل پالیسیوں اور خصوصاً امریکہ سے تعلقات بہتر بنانے کے حق میں نہیں ہیں۔ خطرہ تھا کہ اس سے ایران میں محاذ آرائی کی کیفیت پیدا ہو جائے گی لیکن صدر خاتمی نے کمال دانشمندی اور ہوشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی بات پر اصرار نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور جس بات کی علماء سختی سے مخالفت کریں گے وہ اس کی کھلے عام مخالفت نہیں کریں گے۔

OOO

یورپی یونین کا وفد الجزائر کے دورے پر

یورپی یونین کا ایک تین رکنی وفد الجزائر پہنچ گیا ہے اس کا مقصد الجزائر میں قتل عام کی وجوہات تلاش کرنا اور اس دردناک صورت حال کے مداوا کے لئے کوئی حل سوچنا ہے الجزائر میں گزشتہ چھ سال سے جاری شدہ اس تنازعے میں اب تک 60 ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

یہ وفد صرف 24 گھنٹے کے لئے الجزائر کے دارالحکومت الجزیرہ میں پہنچا ہے۔ اس وفد کی قیادت ایک برطانوی کر رہے ہیں۔

الجزائر کی حکومت پہلے سے یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ اپنے داخلی معاملات میں کوئی غیر ملکی مداخلت پسند نہیں کرے گی۔ البتہ الجزائر کی حکومت کا اصرار ہے کہ یورپی یونین کی رکن مملکتوں کو ان اسلامی شدت پسندوں کے خلاف کارروائی کرنی چاہئے جو ان کی سرزمین پر سرگرم عمل ہیں۔ تین رکنی وفد مقامی اخبارات کے ایڈیٹروں سے ملاقات کرے گا۔ اور ان مقامات کا جائزہ بھی لے گا جہاں سینکڑوں افراد کی ہلاکتوں کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔

OOO

شمالی کوریا

سابق سوویت یونین میں اشتراکیت کے نظریے کی شکست کے ساتھ ہی تمام مشرقی یورپ کے کمیونسٹ ممالک میں کمیونسٹ حکومتیں دم توڑ گئیں لیکن چین اور شمالی کوریا میں اب بھی کمیونزم کا چرچا کیا جاتا ہے۔ ان میں سے چین نے تو اپنے کمیونزم کو کافی بدل لیا ہے جس سے وہ مغربی طرز فکر کے قریب ہو گیا ہے۔ لیکن شمالی کوریا میں کمیونسٹ نظام سردست موجود ہے اور وہاں پر اخبارات اور صحافیوں پر طرح طرح کی پابندیاں عائد ہیں۔

شمالی کوریا سے خبر ملی ہے کہ وہاں پر ایک فور سٹار جرنیل سمیت 9 اعلیٰ فوجی افسروں کو جاسوسی اور وطن سے غداری کے جرم میں سزائے موت دے دی گئی۔ شارلی کوریا کے دارالحکومت پیانگ یانگ سے آنے والے سابق صدر کم ال سنگ کے نام پر قائم کم ال سنگ سوشلسٹ یوتھ لیگ کے سات رہنما اور حکمران پارٹی کے شعبہ زراعت کے انچارج اور ایک لیفٹیننٹ جنرل کو سرعام گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

فوج کے فور سٹار جرنیل ای بون وان کورین پیپلز آرمی کے سیاسی بیورو کے چیف تھے۔ یہ شعبہ شمالی کوریا کے فوجیوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھتا تھا۔ جاپان کی کیوٹو نیوز ایجنسی کے مطابق 17۔ افراد کو کھلی عدالت میں مقدمہ چلا کر سزائے موت دی گئی۔ شمالی کوریا میں سزا دینے کا یہ طریق کمیونسٹ طرز فکر کی عکاسی کرتا ہے جہاں پر سرسری سماعت کے بعد موت کی سزا سنادی جاتی ہے۔

OOO

چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا

مکتوب آسٹریلیا

قاتل کی جان بخشی کا حق حکومت کو ہونا چاہئے یا مقتول کے وارث کو

سعودی عرب میں کام کرنے والی دو نرسوں Deborah Parry اور Lucille Mclaughlan پر الزام ہے کہ انہوں نے اپنی ایک رفیقہ کار آسٹریلوی نرس Yvonne Gilford کو مار مار کے ہلاک کر دیا ہے۔

سعودی عرب کے قانون کے مطابق صرف مقتولہ کے وارث کو اختیار ہے کہ موت کی سزا سنانے کی صورت میں خون بہا وصول کر کے ملزموں کی جان بخشی کر دے اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہو تو قاتلوں کے سر قلم کر دیئے جائیں گے۔ برطانیہ اور آسٹریلیا دونوں حکومتیں مقتولہ کے بھائی Mr.Frank Gilford کو اپیل کر چکے ہیں کہ وہ خون بہا لے کر ملزموں کو معاف کر دیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ ان سے یہ مطالبہ کر چکے ہیں لیکن وہ ہر بار یہی کہتے ہیں کہ ان کا اپنی بہن کے قاتلوں کو معاف کرنے کا ہرگز کوئی ارادہ نہیں۔ یہ معاملہ آسٹریلیا کی اخباروں وغیرہ میں کثرت سے آ رہا ہے۔ مختلف ماہرین قانون' چرچ کے نمائندے اور اخباروں میں لکھنے والے اس پر اظہار خیال کر چکے ہیں۔ چونکہ اسلام کی سزا قصاص اور دیت (خون بہا) کا ذکر بھی ان میں اکثر ہوتا رہا ہے اس لئے خاکسار ان کی آراء کا خلاصہ قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔

ایک کالم نویس Barbara Drury لکھتی ہیں:۔

"قتل کے ملزموں کے وکلاء نے گلفورڈ سے کہا ہے کہ وہ ملزمان کو معاف کر دیں۔ نیز ان سے پبلک طور پر بھی اپیل کی گئی ہے کہ وہ عیسائی رحم دلی (Christian Compassion) کا مظاہرہ کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجرموں سے رحم کرنے میں عیسائیت اور اسلام میں کوئی خاص فرق نہیں جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت کا حکم دونوں مذاہب میں ہے اور اس کا یہ مقصد نہیں کہ ہر کوئی ٹولہ کسی جرم کا انتقام لینے کے لئے مجرم کی آنکھیں باہر نکال کر پھینکتا پھرے بلکہ اصل مقصد ایسی سزا دینا ہے جو جرم کی نوعیت سے مطابقت رکھتی ہو۔"

آسٹریلیا نے اپنا قانون انصاف برطانیہ سے ورثہ میں پایا ہے جس میں چودہویں صدی میں ملزم کو سزا دینے یا معاف کرنے کا اختیار افراد کے ہاتھ سے لے کر حکومت کے سپرد کر دیا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ افراد خود ہی ایک دوسرے کے خلاف انتقامی کارروائیاں نہ کرتے پھریں اور ایک مستحکم حکومت خود مجرموں کو سزا دے۔ چنانچہ اس وقت سے قتل کا جرم بادشاہ کے امن (King,s Peace) کے خلاف مجرمانہ کارروائی قرار دیا جا چکا ہے شروع شروع میں جج کی مدد ایک ایسی جیوری کرتی تھی جو ایک طرح سے گواہوں کا کام کرتی تھی۔ لیکن بتدریج وہ اس مقام سے ہٹتی گئی اور آخر ایسے افراد پر مشتمل ہونے لگی جن کو جرم کے وقوعہ کا کچھ علم نہ ہوتا تھا بلکہ صرف گواہوں پر انحصار رکھتے تھے۔ یہ بتاتے ہوئے سڈنی کے ڈائریکٹر پراسیکیوشنز Nick Cowdery نے کہا "اس میں حکمت یہ تھی کہ تمام شہری جرائم کو دبانے اور مجرموں کو سزا دینے کا اپنا اختیار حکومت کے سپرد کرتے ہیں اور یوں وہ اپنے حق سے حکومت کے حق میں دستبردار ہو گئے چنانچہ ہمارے فوجداری انصاف (Criminal Justice) کا رحم کرنے کا حق عدلیہ کو حاصل ہو گیا ہے اور ہم اسی کو انصاف کہتے ہیں...... اس لئے ہم اس بات کے خلاف ہیں کہ سزا مقرر کرنے میں یا دینے میں ظلم کا نشانہ بننے والے افراد (Victims) کو کوئی بھی دخل ہو۔"

برطانوی مقتولہ نرس کے والد Gary Lynch کہتے ہیں کہ

"سزا دہی یا معافی کا اختیار مقتولہ کے خاندان کو نہیں دینا چاہئے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے شدید غم و غصہ کی کیفیت میں صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے۔"

مسٹر پیٹر جنسن (Peter Jensen) جو عیسائیوں کے Moore Theological College کے پرنسپل ہیں کہتے ہیں کہ "رحم کا آخری اختیار خدا کو ہوتا ہے اور افراد نے اپنا رحم کرنے کا اختیار خدا کے سپرد کیا ہوتا ہے چونکہ ہمارا قانونی نظام اصلاً عیسائی کلچر ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے اس لئے رحم کرنے کا حق خدا کے وزیروں (God's Ministers) کو ہوتا ہے یعنی حکومت اور عدلیہ کو"

اس پر کالم نگار باربرا یوں تبصرہ کرتی ہیں۔

"اسلامی قانون میں بھی اصل اختیار خدا ہی کے ہاتھ ہوتا ہے۔ تاہم سزا دہی کا اختیار خدا کی طرف سے اس شخص کو دیا جاتا ہے جس کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہو۔ ایسے جرائم جن کا تعلق پورے معاشرہ کے ساتھ ہو ان کی سزا کا اختیار عدلیہ کو ہوتا ہے لیکن جہاں جرم کسی خاص فرد یا افراد کے خلاف سرزد ہوا ہو وہاں وہ خود یا ان کے خاندان ہی معاف کر سکتے ہیں جو ظلم کا نشانہ بنے ہوں۔ اس لئے یہ انہی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ کہ آیا وہ آنکھ کے بدلے آنکھ پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ نقصان کا معاوضہ حاصل کرنا چاہتے ہیں یا بالکل معاف کر دینا چاہتے ہیں۔"

نیو ساؤتھ ویلز کی اسلامک کونسل کے چیئرمین علی رود کہتے ہیں کہ:۔

"مقتولہ کے وارث اگر چاہیں تو قاتلوں کے لئے سزائے موت کی بجائے قید کا بھی مطالبہ کر سکتے ہیں اور ججوں کو ان کی خواہش پر غور کرنا پڑے گا۔"

باقی کالم ۲ پر

بقیہ کالم 4

(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ 28 اور 21 مئی 1997ء)

یہ فقہی معاملات ہیں اس لئے ماہرین فقہ ہی اس پر اپنی رائے کا اظہار کریں تو بہتر ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 9 جنوری تا 15 جنوری 1998ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ چوہدری شریف احمد صاحب کلو ریٹائرڈ انسپکٹر تشخیص جائیداد ربوہ حال ٹورنٹو کینیڈا کی اہلیہ محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ بعارضہ قلب کینیڈا کے ایک ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ مکرم فہیم احمد صاحب مقیم جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 13 نومبر 1997ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے نومولود کا نام شرجیل احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر اور خادم دین بنائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم خلیل الرحمان صاحب کارکن دفتر صدر عمومی ربوہ کے چچازاد بھائی مکرم رانا نصیر احمد صاحب ابن رانا نذیر احمد صاحب ساکن نیشنل پارک سانده لاہور جو مکرم ضیاء الرحمان صاحب صدر محلہ دارالنصر غربی (ب) ربوہ کے ماموں زاد تھے۔ 98-1-10 کو حیدر آباد گئے 98-1-18 کو واپسی پر صادق آباد میں ہوٹل کے قیام کے دوران رات ایک بجے دل کا دورہ پڑا طبی امداد کی غرض سے ہسپتال لے جایا گیا مگر راستہ ہی میں جان دے دی۔ ایک غیر از جماعت جو کہ ان کے ہمسفر تھے اور خود بھی بیمار تھے بڑی ہمت کر کے ان کی میت صادق آباد سے لاہور لے کے آئے۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

ان کا جنازہ رات آٹھ بجے مکرم حافظ محمد برہان صاحب نے پڑھایا اور احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن میں تدفین ہوئی قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ صاحب نے ہی دعا کروائی۔

موصوف کی عمر 50 سال تھی۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور بچوں کا خود کفیل اور حامی و ناصر ہو۔ آمین

اعلان داخلہ

○ نیشنل کالج آف آرٹس (NCA) لاہور نے سندھ کے حامل ڈومیسائل طلبہ کے لئے مندرجہ ذیل میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ (1) آرکیٹکچر (2) فائن آرٹس (3) ڈیزائننگ

داخلہ کے لئے انٹرمیڈیٹ ہونا شرط ہے۔ داخلہ سے قبل رجحان ٹیسٹ۔ ڈرائنگ (فری ہینڈ) ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہوگا۔ ارکیٹکچر میں داخلہ کے خواہشمند طلباء ان کے علاوہ میتھ کا ٹیسٹ بھی دیں گے۔ داخلہ فارم ڈائریکٹوریٹ آف ٹیکنکل ایجوکیشن بلاک A-97/96- سندھ سیکرٹریٹ B-4 کراچی سے دستیاب ہیں۔ امتحانی فیس مبلغ 200 روپے ہے۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 6 فروری 98ء ہے۔ چند سیٹیں سیلف فنانس پر بھی دی جارہی ہیں۔

○ لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS) نے کمپیوٹر سائنسز میں ماسٹرز کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ داخلہ کی شرط میں M.Sc یا B.Sc انجینئرنگ ہونا ضروری ہے۔ داخلہ سے قبل GRE کا امتحان دیا ہونا لازمی ہے۔ داخلہ فارم وغیرہ 500 فارم کے عوض ادارہ سے یا مندرجہ ذیل سے دستیاب ہیں۔

(1) کراچی۔ فیروزسنز فون=537730

(2) اسلام اباد۔ بک فیئر فون=812198

(3) راولپنڈی۔ فیروزسنز فون=564273

(4) پشاور۔ سعید بک بینک فون=273761

داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 27 اپریل 98ء ہے۔

(نظارت تعلیم)

تحریک جدید میں بچوں کو بھی شامل کرنے کی تاکید

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے 1957ء میں تحریک جدید کے سال نو کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ دوست اپنے بچوں کا بھی چندہ لکھوایا کریں اور ساتھ ہی انہیں بتادیا کریں کہ یہ تحریک جدید کا چندہ ہے۔ تاکہ انہیں ساری عمر یاد رہے اور وہ اولادوں کو بھی اس کی نصیحت کرتے رہیں"۔

(سبیل ارشاد صفحہ نمبر 142 خطبہ 26-10-57)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنے بچوں کو بھی تحریک جدید کا مجاہد بنائیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

دعائیہ فہرست

○ ایسے افراد جو اپنا چندہ وقف جدید اس مبارک مہینہ میں ادا کریں گے ان کے نام حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے جائیں گے۔ احباب جماعت سے گذارش ہے کہ اپنا چندہ وقف جدید ان بابرکت ایام میں ادا کردیں۔ سو فیصدی ادائیگی کرنے والے احباب کے اسماء گرامی کی فہرست 25- رمضان تک دفتر وقف جدید میں بھجوا کر ممنون فرمادیں۔

(ناظم مال وقف جدید)

تقرر سیکرٹریان وقف جدید

برائے نومبائعین

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ:۔

سیکرٹریان وقف جدید برائے نومبائعین کا تقرر بذریعہ نامزدگی ہوگا۔ نیز یہ تقرر آئندہ سہ سالہ انتخاب کے مطابق 30 جون 2000ء تک کے لئے ہوگا۔

امراء اضلاع' امراء مقامی اور صدران جماعت سے گذارش ہے کہ:۔

امراء اضلاع اپنے ضلع کے لئے اور امراء مقامی و صدران جماعت ہر جماعت کے لئے موزوں احباب کے نام سیکرٹری وقف جدید برائے نومبائعین تجویز کر کے جلد ارسال فرمادیں۔

ناظم وقف جدید ربوہ

بقیہ صفحہ 1

باتیں بھی اس زمانے میں بھلا چل سکتی ہیں۔ کوئی دلچسپی کی بات کرو۔ کوئی نشے کی بات کرو' کچھ کھیلنے کودنے کی بات کرو' کچھ نمائشوں کے قصے چلیں۔ دنیا کی لذتوں کی باتیں ہوں تو بات بھی بنے' یہ خدا کی باتیں تم کیا لے بیٹھے ہو۔ ایسے لوگ ہیں جو جب یہ ذکر سنتے ہیں ذکر الٰہی کا' تو ان کے دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں پتھر بنتے جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں (-) کہ وہ بدنصیب ایسے پتھر ہیں کہ اللہ کے ذکر کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی۔ وہ ذکر کرنے سے عاری لوگ ہیں۔ ایک سنتے ہیں اور بد کتے ہیں اور مزید سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سخت ہو چکے اور ذکر اللہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ ان دونوں معنوں میں آیت ایسے لوگوں پر لعنت بھیج رہی ہے اور ان کی ہلاکت کی خبر دے رہی ہے (-) یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

اب یاد رکھیں کہ جو لوگ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں ان کی یہ مثال ہے جو بیان کی گئی ہے کوئی شخص جو ذکر الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ اپنے مقام پر کھڑا نہیں رہا کرتا۔ وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں۔ اور ایسا شخص جو ذکر الٰہی میں لذت نہیں پاتا اس کے دل کو کوئی اور چیز سنبھال نہیں سکتی کیونکہ وہ لذت کے بغیر اپنے دل کو چھوڑ نہیں سکتا اس لئے خدا کی بجائے دنیا کی لذتیں دن بدن' رفتہ رفتہ اس کے دل پر قابض ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پس یہ بہت ہی خطرناک مقام ہے۔ سمجھنا چاہئے بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر الٰہی نہ بھی کرو تو گزارہ ہو جائے گا' کم سے کم ہم سخت دل تو نہیں ہیں۔ فرمایا یہ ذکر کرنے والے ہیں یا سخت دل ہیں بیچ میں تو کوئی وجود ہی اور نہیں ہے۔ جو ذکر نہیں کرے گا اس نے لازماً سخت دل ہو جانا ہے۔ پس اس کے خلاف تنبیہ کی گئی ہے۔

(از خطبہ یکم اپریل 1994ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 23- جنوری-1998ء
درجہ حرارت کم از کم 7 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ حکومت پنجاب نے فرقہ وارانہ اور قابل اعتراض تقریر کرنے والے "مولویوں" کے خلاف فوری طور پر مقدمات درج کرنے اور گرفتار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ خفیہ ادارے مسجدوں' امام بارگاہوں اور دیگر اجتماعات میں تقریروں کا جائزہ لیں گے۔ اور کسی بھی اجتماع میں فرقہ وارانہ حوالے سے قابل اعتراض "گفتگو" کرنے والے مولویوں کے خلاف فوری طور پر متعلقہ تھانے میں دفعہ 294 اے اور انسداد دہشت گردی ایکٹ کی شق 8 کے تحت مقدمہ درج کر کے فوری گرفتاری کی جائے گی۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کراچی میں نو گو ایریاز (ممنوعہ علاقے) ختم کرنے کی ہدایت کی ہے اور کہا ہے کہ نو گو ایریاز کہیں بھی نہیں ہونے چاہئیں۔ ایسا ہوا تو ملک نہیں رہے گا۔ جس نظام میں انصاف کے لئے ہاتھ پھیلانا پڑے اس کو بدل دینا چاہئے۔ قیام پاکستان کے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ملک توڑنے والے باعزت شہری بنے ہوئے ہیں۔

○ کمشنر سرگودھا قتل کیس میں ایس پی بھکر ڈی ایس پی، مجسٹریٹ اور انسپکٹر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ ایس پی بھکر سعید خان کو ڈیڑھ سال قید اور دس ہزار جرمانہ' ڈی ایس پی رانا منور اور انسپکٹر رانا عبداللہ کو دو دو سال قید اور بیس بیس ہزار جرمانہ ہو گا۔

○ میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ سیلز ٹیکس تاجروں کی شکایات دور کر کے لگائیں گے۔

○ راولپنڈی اور وزیر آباد میں ڈاکوؤں نے نیشنل بینک اور حبیب بینک سے 21 لاکھ روپے لوٹ لئے ہیں دونوں ڈکیتیاں صبح ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ہوئیں۔ راولپنڈی میں نیشنل بینک پشاور روڈ برانچ سے 15 لاکھ لوٹے گئے۔ گن مین کو قتل کر دیا گیا۔ جبکہ وزیر آباد میں 4 ڈاکوؤں نے حبیب بینک سرکلر روڈ برانچ کے عملہ کو باتھ روم میں بند کر دیا اور سات لاکھ لوٹ کر فرار ہو گے۔

○ وفاقی حکومت نے چاروں صوبوں میں زکوٰۃ و عشر وصول کرنے والے تمام دینی اداروں کا سپیشل آڈٹ کرانے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ وفاقی حکومت کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ کل 3706 رجسٹرڈ دینی اداروں میں 30 فیصد صرف کاغذات میں موجود ہیں۔ اور 20 فیصد ایسے ہیں جہاں طلباء رہائش پذیر ہی نہیں 50 فیصد باضابطہ طور پر کام کر رہے ہیں۔

○ میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ کروڑوں کمانے والے دھیلا ٹیکس دینے کو تیار نہیں حصہ بقدر جثہ دینا ہو گا۔ عوام فرقہ واریت پھیلانے والے ملاؤں کا محاسبہ کریں۔

○ پاکستان نیوز پیپر کے صدر مسٹر مجید نظامی نے بہاولپور میں اخباری دفاتر پر 2 جنوری کو اسلامی جمعیت طلباء کے کارکنوں کے حملہ کو افسوسناک قرار دیا ہے۔

○ سٹیٹ بینک نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ اقتصادی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے۔ حکومت کو سخت فیصلے کرنے ہوں گے۔

○ اگلے تعلیمی سال سے ملک بھر میں میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لئے ٹیسٹ لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ انٹرمیڈیٹ اور ٹیسٹ کے پچاس پچاس نمبر ہوں گے۔

○ روزنامہ "ڈان" کی ایک خبر کے مطابق حبیب بینک میں سینئر ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ پر خلیق کیانی' علی میر اور خاور کا تقرر کیا گیا ہے۔ جن کی ماہانہ تنخواہ فی کس 416666 (چار لاکھ سولہ ہزار چھ صد چھیاسٹھ) روپے ہو گی۔ اسی طرح دیگر بینک افسران کو بھی ناقابل یقین تنخواہیں دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف کے انتباہ پر کہ 15 فروری کے بعد ایمرجنسی لگا کر نادہندگان سے قرضے وصول کئے جائیں گے بی بی سی کا کہنا ہے کہ ابھی یہ واضح نہیں کہ یہ کارروائی محض تاجروں صنعتکاروں کے خلاف ہو گی یا سیاستدان بھی اس کی زد میں آئیں گے۔ ایک اقتصادی ماہر کا کہنا ہے کہ نادہندگان تاجر یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے لیڈر نواز شریف قرضے واپس نہیں کر رہے تو دوسرے کیوں کریں۔ لگتا ہے تاجر طبقہ نواز شریف سے تعاون پر تیار ہیں۔

○ امریکہ میں پاکستانی سفارت خانے میں ایف 16 طیاروں کا ریکارڈ غائب کر دیا گیا ہے۔ سفارت خانے کی نااہلی اور غفلت کے باعث نہ اسلحہ مل سکا اور نہ ہی طیارے۔

○ انسداد دہشت گردی لاہور کی خصوصی عدالت کے جج میاں مظفر حسین احتجاجاً مستعفی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے نمائندہ جنگ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پولیس فرقہ وارانہ مقدمات کے چالان ریکارڈ اور ملزم فراہم نہیں کرتی۔ بلکہ ملزموں کو غائب کر دیتی ہے۔ وزارت داخلہ کو بار بار خط لکھے مگر ملزم پیش نہیں کئے گئے۔ مجھے ذہنی کوفت پہنچانے اور خوفزدہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ جج پریشان ہو تو کام نہیں ہو سکتا۔ میں نے کسی دباؤ کے بغیر اپنے ضمیر کی آواز پر احتجاجاً استعفیٰ دیا ہے۔

اعلان تعطیل

○ مورخہ 26- جنوری 1998ء (بتاریخ 27 رمضان) دفتر الفضل میں تعطیل ہو گی۔ لہٰذا اس تاریخ کا پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔
(مینیجر)

ہر قسم کے جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
میاں انوار احمد
نزد الائیڈ بینک اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
العمد ہمیشہ
213100

ڈاکٹر عمیر احمد ہومیو فزیشن
N-173 ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن
فون 5163862 - 5169173 لاہور
E MAIL: LHR01728@Paknet 1.Ptc.PK

پروفیسر سعید اللہ خان ایم اے ہومیو ڈاکٹر
پرانی اور موذی امراض مثلاً شوگر دمہ۔ کینسر۔ بلڈ پریشر۔ تپ دق۔ السر ایگزیما۔ نرینہ اولاد۔ لیکوریا نیز مٹی چھوڑ کورس اور چھوٹا قد کورس کیلئے رابطہ فرمائیں۔
38/1 دارالفضل ربوہ نزد چونگی نمبر 3
فون 213207

سنگ مرمر کے کتبے، کچن، سیڑھی، سلیب اور ٹائل کے دیگر کاموں کیلئے مناسب ریٹ پر کام کیلئے ہمیشہ یاد رکھیں
رفیق ماربل ٹریڈرز نزد دفاتر انصار اللہ یادگار روڈ۔ ربوہ
فون دکان 999 — گھر 212891

خوشخبری
شوز کی نئی ورائٹی پر خصوصی رعائت
لیڈیز کھسے دستیاب ہیں
نیز سیل بھی جاری ہے۔
نیو رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ

خوشخبری
ربوہ کلاتھ ہول سیل ریٹ پر خریدیئے اور سلائی مفت کروائیں
یہ پیشکش محدود مدت کے لئے
نیز لیدر جیکٹس کی بہترین ورائٹی کے لئے تشریف لائیں
ناصر نایاب کلاتھ ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
فون دوکان 434 گھر 211244
اب اسلام آباد میں بھی خدمت کے لئے پیش پیش
نایاب کلاتھ لمیٹڈ فرامکو فرینشرز
55 بلیو ایریا یوسف پلازہ اسلام آباد فون 815834

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان: 212515 رہائش: 212300

ہر قسم کے لیڈیز اور جینٹس کپڑے کیلئے نیز اعلیٰ معیار کے جاپانی سوٹ ہر کلر میں اور ٹرپل جارجٹ کے برقعے ہر کلر میں خریدنے کیلئے تشریف لائیں۔
ستارہ کلاتھ ہاؤس
عقب بانو بازار (دارالبرکات) ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
اچھی صحت کا راز — رضوان فوڈز — تازہ اور خالص غذا
غذائیت سے بھرپور • سرخ مرچ • ہلدی • دھنیا • گرم مصالحہ • دال چنا • بیسن • دلیہ • چنے • کھل سرسوں اور تیل سرسوں
محمد ابراہیم اینڈ سنز دارالرحمت وسطی ربوہ
فون 212307

ربوہ کے گردونواح اور ربوہ کے ہر محلہ میں پلاٹ، مکان زرعی و سکنی زمین کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے) ربوہ
آفس: 212764
گھر: 211379